OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

عصر حاضر کے معاشرتی مسائل اور تصوف کے راہنما اصولوں کی روشنی میں ان کا حل: ایک تحقیقی مطالعہ

A Research study of Addressing the Challenges of the Modern World in the Light of the principles of tasawwuf

Dr. Muhammad Mushtaq Ahmad
Associate Professor/Chairman, Department of Islamic &Arabic Studies, University of Swat.
Email: dr.mmushtaqahmed@gmail.com

Dr. Zia Ud Din
(Corresponding Author) Assistant Professor Department of Islamic &Arabic Studies, University of Swat.
Email: zia@uswat.edu.pk

Zia ul Haq
Secondary School Teacher, Government Higher Secondary School Charbagh Swat.
Email: zia.stt.1979@gmail.com

Received on: 04-10-2025 Accepted on: 06-11-2025

Abstract

This article explores the significant role of teachings of Tasawwuf (Sufism) in addressing the complex social issues of the modern day world. It highlights how the foundational Sufi principles of universal love, spiritual purification, and high moral character can serve as powerful antidotes to contemporary global problems fueled by hatred, greed, and intolerance. By examining historical anecdotes of prominent Sufi figures, the study demonstrates their practical approach to resolving daily societal conflicts, promoting human equality and fostering deep interfaith harmony. Furthermore, the article sheds light on the extensive humanitarian efforts of Sufi Khanqahs in serving marginalized communities through charity and social welfare, irrespective of background. Ultimately, the research concludes that adopting the empathetic, inclusive, and service-oriented teachings of Sufism can pave the way for a more peaceful, tolerant, and compassionate global society.

Keywords: Tasawwuf, Sufi scholars, modern world issues, human rights

تصوف:

لغت کے اعتبار سے تصوف کے بہت سارے معانی ہیں جنہیں ذیل میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔

1- **بعض محققین** کے نزدیک یہ لفظ "صفا" سے بنا ہے جس کا معنی ہے "صاف اور اجلا" ہے، یہ رائے جوہری کی ہے[1]۔

2- **ابن منظور افریقی** کے رائے کے مطابق "**الصفو والصفاء ممدود نقیض الکدر**"[2] صفوہ اور صفاء ممدودہ میلے فن کا نقیض ہے۔

3۔ایک قول کے مطابق لفظ تصوف "صفہ" سے بنا ہے اس لحاظ سے اس کا مقصد یہ ہو گا کہ اس میں اصحاب صفہ کی طرف نسبت کرنا مقصود ہے۔ لیکن اس کو بھی محققین نے پسند نہیں کیا کیونکہ اس طرح اس کا اسم "صفی" آئے گا اور یہ بھی درست نہیں۔اس لئے یہ قول اچھا معلوم نہیں ہوتا۔[3]

4۔لفظ صوفی اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کا استعمال ان لوگوں کے بارے میں ہوتا ہے جن کا دل ہر وقت اللہ کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے اور ان کا میلان تزکیہ قلب کی طرف ہوتا ہے۔[4]

5۔ایک قول یہ ہے کہ یہ "صوف" سے بنا ہے جس کے معنی "اون" کے ہے۔اور یہ قول زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے بارے میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے لکھا ہے کہ راجح قول کے مطابق یہ لفظ "صوف" ہی سے بنا ہے کیونکہ تقریباً اسی پر تمام محققین کا اتفاق ہو چکا ہے۔[5]

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

اما لفظ الصوفية فانه لم يكن مشهوراً في القرون الثلاثة ،وانما اشتهر التكلم به بعد ذلک وقد نقل التكلم عن غير واحد من الائمة والشيوخ ،کالامام احمد بن حنبل ،وابي سليمان الداراني وغيرهما ،وقد روى عن سفيان الثوري ؒانه تكلم به وبعضهم يذكر ذلک عن الحسن البصري ،وتنازعوا في المعنى الذي اضيف اليه الصوفي فانه من اسماء النسب کالقرشي والمدني وامثال ذلک ،فقيل انه نسبت الى اهل الصفة ،وهو غلط"[6]

" جہاں تک لفظ تصوف کا تعلق ہے تو یہ تین صدیوں کے دوران مشہور نہیں تھا بلکہ اس کے بعد مشہور ہوا اور یہ تقریر ایک سے زیادہ ائمہ و شیوخ جیسے امام احمد بن حنبل، ابو سلیمان دارانی سے منقول ہے اور سفیان ثوری نے بھی اس طرح کہا ہے اور بعض نے اسے حسن بصریؒ کی سند سے ذکر کیا ہے اور اس کے معنٰی میں اختلاف کیا ہے جس کی نسبت صوفی کی طرف کی گئی ہے کیونکہ یہ اسماء نسب میں سے ہے جیسا کہ قرشی، مدنی اور اس جیسی دیگر مثالیں"

تصوف کی اصطلاحی تعریف:

تصوف کی تعریف مختلف شیوخ عظام نے مختلف الفاظ کے ساتھ کی ہے لیکن تصوف کے مقاصد سب کے نزدیک تقریبا برابر ہیں۔بعض بزرگوں نے اس کو "عمل" کے معنی میں لیا ہے یعنی تصوف کا تعلق قال سے نہیں حال سے ہے۔

مولانا عبدالرحمان جامیؒ متوفی 898ھ ابو ہاشم صوفی قدس اللہ سرہ (معاصر ابو سفیان متوفی 161ھ) جو اصلا کوفہ کے تھے اور شام میں مقیم تھے کے احوال میں لکھتے ہیں۔ترجمہ: **پہلا وہ شخص جسے صوفی کہا گیا وہ ہے اور اس سے قبل کسی کو بھی اس قسم کے نام سے یاد نہیں کیا گیا اسی طرح پہلی خانقاہ جو صوفیوں کیلئے بنائی گئی وہ رملہ شام میں ہے۔**[7]

حضرت شاہ گل حسن قلندر قادری اپنی تالیف تعلیم غوثیہ میں فرماتے ہیں "149ھ میں حضرت شیخ الوان نے بمقام جدہ طریقہ تصوف کو ایک سلسلہ کی صورت میں اس سلسلہ کا نام الوانیہ رکھا کئی لاکھ آدمی اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔[8]

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں "مراتب ولایت میں سے انتہائی مرتبہ مقام عبدیت ہے ارور ولایت کے درجوں میں مقام عبدیت سے برتر کوئی مقام نہیں" سیر وسلوک سے مقصود نفس کی اصلاح اور اسے اخلاق رزیلہ سے پاک کرنا ہے تاکہ جھوٹے خداؤں کی پرستش سے جو نفسانی خواہشات سے پیدا ہوتی ہے، چھٹکارا حاصل ہو جائے اور در حقیقت ایک اللہ کے علاوہ کسی کی محبت دل میں نہ ہو"[9]

حضرت زکریا انصاریؒ نے تصوف کی تعریف اس طرح کی ہے۔

"التصوف هو علم تعرف به احوال تزكية النفس ۔وتصفية الاخلاق وتعمير الظاہر والباطن لنيل السعادة الابدية ۔موضوعه التزكية والتصفية التعمير وغايته لنيل السعادة الابدية"[10]

ترجمہ: تصوف وہ علم ہے جس سے نفس کا تزکیہ، اخلاق کا تصفیہ اور ظاہر و باطن کی تعمیر ہوتی ہے تاکہ ہمیشہ کی کامیابی مل جائے۔ اس کا موضوع بھی تزکیہ اور تصفیہ اور تعمیر ہے اور اس کی غرض وغایت ہمیشہ کی کامیابی کا حصول ہے۔

سید ابوالاعلی مودودیؒ صاحب نے تصوف کی تعریف یوں کی ہے۔

"دل سے جس چیز کا تعلق ہو اس کا نام تصوف ہوتا ہے۔"[11]

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"والنسبة فى الصوفية الى الصوف لانه غالب لباس الزهاد"[12]

ترجمہ: لفظ صوفیہ صوف کی طرف منسوب ہے کیونکہ صوفیاء کا لباس اکثر اون کا ہوتا تھا۔

ابو محمد جریریؒ نے فرمایا: هو الخروج عن كل خلق دنى والدخول فى كل خلق سنى:[13]

ترجمہ: تصوف ہر قسم کے برے اخلاق سے نکلنے اور ہر قسم کے اچھے اخلاق میں داخل ہونے کا نام ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل تصوف وہ لوگ ہیں جو اون کا لباس پہنتے ہیں جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صوفی وہ لوگ ہیں جو اصحاب صفہ کے طریقہ پر ہو۔

تصوف کی مذکورہ بالا تعریف اور تحقیق کے بعد ذیل میں ان چند معاشرتی مسائل کا حل اس کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔

معاشرتی تنازعات:

آج کا معاشرہ مختلف قسم کے جھگڑوں اور اختلافات کا شکار ہے لوگ معمولی معمولی باتوں پر جھگڑتے ہیں جو کہ بعد میں ایک بڑی فتنے کی شکل اختیار کر جاتے ہیں ان جھگڑوں کی بنیادی وجہ نفس کی سختی عدم برداشت اور دلوں میں نفرت کا پیدا ہونا ہے۔ اسلام ان مسائل کا حل چاہتا ہے جس کے لیے تصوف ایک بہترین حل پیش کرتا ہے کیونکہ انسان کے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی اصلاح پر بھی شریعت زور دیتی ہے چنانچہ قران پاک کی تعلیمات میں ہے۔

انما المؤمنون اخوہ.[14] ترجمہ۔ بے شک مومن اپس میں بھائی بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔ والصلح خیر [15]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الا اخبرکم بافضل من درجہ الصیام والصلاہ والصدقہ؟ قالوا بلی قال اصلاح ذات البین۔ [16]

ترجمہ: کیا میں تمہیں روزہ نماز اور صدقہ سے بھی افضل عمل نہ بتاؤں؟ وہ ہے لوگوں کے درمیان صلح کرانا۔

تصوف کی روشنی میں حل:

صوفیا کرام قلب کی اصلاح اور اخلاق حسنہ پیدا کرنے کے لیے کوشش کرتے ہیں جنہوں نے معاشرتی جھگڑوں کے خاتمے کے لیے محبت اور صبر کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

التصوف ھو ترک الخصومۃ، تصوف یہ ہے کہ جھگڑا چھوڑ دیا جائے۔ [17]

مشہور صوفی بزرگ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کا قول ہے۔

دل کو پاک کرو کیونکہ دل کی صفائی ہی جھگڑوں کو ختم کر دیتی ہے۔ [18]

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں۔

حسد بغض اور تکبر جھگڑوں کی بنیاد ہے اور ان کا علاج دل کی صفائی سے ہی ممکن ہے۔ [19]

عصبیتیں اور نفرتیں:

آج کل معاشرہ میں نفرت بہت زیادہ پائی جاتی ہے لوگ ایک دوسرے سے اتنی نفرت کرتے ہیں کہ صدیوں اسے یاد رکھتے ہیں اور نسل در نسل یہ نفرت منتقل ہوتی ہے جو کہ بہت ساری لڑائیوں اور جھگڑوں کا باعث بنتی ہیں۔ اس لیے معاشرے میں بڑھتی نفرت کے تدارک کے لیے تصوف کا کردار بہت زیادہ اہم ہے اور اس کے بارے میں ضروری ہے کہ ہم اپنے دل کو صاف کریں اور اس تاریکی کو محبت کے نور سے بدل دے کیونکہ جب انسان دل کو صاف کرلیتا ہے تو وہ دوسروں کو معاف کرلیتا ہے اور اس سے محبت عام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے تو نفرت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ صوفیا کرام نے اس کے لیے درج ذیل اصول ذکر کیے ہیں۔

محبت الٰہی اور محبت خلق

عفو و درگزر

عاجزی و انکساری

دل کی صفائی۔۔

چنانچہ مشہور صوفی بزرگ حضرت جنید بغدادی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

التصوف کلہ ادب و اعظم الادب ترک العداوہ۔ [20]

تصوف سراسر ادب ہے اور سب سے بڑا ادب دشمنی کو چھوڑ دینا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی لکھتے ہیں۔

اپنے دل کو محبت کا گھر بناؤ نفرت کا نہیں۔[21]

حسد، نیکیوں کو کھانے والی آگ:

یہ ایک بہت ہی خطرناک اخلاقی بیماری ہے جو انسان کے دل کو اندر سے جلا کر خاک کر دیتی ہے اور یہی وہ کیفیات ہے کہ انسان دوسروں کی نعمت دیکھ کر دل ہی دل میں جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ نعمت اس سے ضائع ہو جائے۔اسی لیے اسے نیکیوں کو کھانے والی آگ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اسلام خاص طور پر تصوف اس کا گہرا علاج پیش کرتا ہے چنانچہ قران مجید میں ارشاد ہے۔ومن شر حاسد الی حسد[22]. ترجمہ۔اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ اس لیے کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔[23]

تصوف میں حسد کا علاج:

صوفیا کرام نے حسد کے لیے درج ذیل طریقوں سے علاج بتایا ہے۔

اللہ تعالی کی تقسیم پر رضا (قناعت)

شکر گزاری

دوسروں کے لیے خیر خواہی

ذکر الہی

صوفیا کے اقوال:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

حسد کینہ کا پھل ہے اور یہ صرف رضا اور قناعت سے ختم ہوتا ہے۔[24]

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

بندہ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔[25]

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

حسد دل کو سیاہ کرتا ہے اور محبت اسے روشن کرتی ہے۔[26]

حسد ایک ایسی آگ ہے جو انسان تو کیا نیکیوں کو بھی جلا دیتی ہے اور دل کو بے سکون کر دیتے ہیں اس کا علاج قناعت شکر محبت اور دل کی صفائی

میں پوشیدہ ہے جب انسان دوسروں کے لیے خیر خواہی چاہنے لگتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور وہ حقیقی طور پر سکون حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

دنیا کی محبت اور تصوف میں اس کا حل:

دنیا کی محبت یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اس سے تمام برائیاں جنم لیتی ہے دنیا کی محبت جب کسی انسان کے دل میں تو اس کے دل سے اخرت کی فکر ختم ہو جاتی ہے اور وہ عمل کرنے میں کمزوری محسوس کرتا ہے اور وہ اپنی اصل منزل یعنی اخرت سے غافل ہو جاتا ہے اسلام بالخصوص تصوف اس مرض کا بہترین علاج پیش کرتا ہے۔قران مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

وما الحیوٰۃ الدنیا الا متاع الغرور.[27]

ترجمہ دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

بل تؤثرون الحیاۃ الدنیا والاخرہ خیر وابقی.[28]

ترجمہ۔۔۔تم دنیا کی زندگی کو اخرت پر ترجیح دیتے ہو حالانکہ اخرت کی زندگی بہتر اور ہمیشہ کی زندگی ہے۔

تصوف میں دنیا کی محبت کا علاج:

صوفیا کی محنت سے انسان کے دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور اس دل میں اللہ تعالی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس لیے اس کے علاج کے لیے درج ذیل اصول کی طرف سے بیان کیے۔

دنیا کی خواہشات کو کم کرنا

قناعت جو ملے اس پر راضی رہنا

ذکر الہی دل کو اللہ کی یاد میں لگانا

صوفیا کرام کے اقوال درجہ ذیل ہیں:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔[29]

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

زہد یہ ہے کہ دل دنیا کی محبت سے خالی ہو جائے۔[30]

حضرت داتا گنج بخش علی ہیں جویری کا قول ہے۔

دنیا کی محبت دل کو اندھا کر دیتی ہے۔[31]

انسان کے اندر منفی جذبات محض امتحان کے لیے ہیں کہ وہ دنیا میں جا کر ان کا استعمال کس پہلو سے کرتا ہے۔اسی طرح محبت اور نفرت کا جذبہ

بھی ہے۔انسانی فطرت انسان اور فرشتوں میں فرق کرتی ہے معروف صوفی بزرگ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے ملفوظات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"ایمان والے کا دل اللہ کا عرش ہے"[32]

سلسلہ چشتیہ کے اعلی بزرگ حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ایمان والے کے دل میں اللہ کی جگہ ہے کہ وہ دل کے سوا باطن میں کہیں نہیں پہنچتا"[33]

جو مقام عرش الہی ہو وہاں نفرت کیسے سما سکتی ہے اللہ تعالی خالق محبت ہے اس کا ایک نام حبیب ہے وہ اہل محبت کے دلوں کو پسند کرتا ہے اسی لیے یہ دل اس کا مسکن ہے اور نفرت عیب ہے گندگی ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں نفرت کو جگہ نہیں ملتی اس لئے اس جذبے کو صحیح جگہ استعمال کرنے کی صوفیاء حضرات تاکید کرتے ہیں کہ اس مبارک جذبے کو دنیا کی محبت کے طور پر استعمال نہ کیا جائے بلکہ اس کو دین کے احکامات کے مطابق حب رسول، حب اصحاب رسول حب انسانیت جیسے جگہوں پر صحیح اسلامی تعلیمات کے طور پر استعمال کی جائے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ

"عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہوتا ہے جو کچھ اس میں جائے اسے جلا دیتا ہے اور ناچیز کر دیتا ہے کیونکہ عشق کی اگ سے بڑھ کر کوئی اگ تیز نہیں ہے"[34]

حضرت شاہ ہمدان سید علی ہمدانی رحمت اللہ علیہ اپنی کتاب "ذخیرۃ الملوک" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں "اللہ کے نزدیک وہ دل بہت ہی پیارا ہے جو اپنے بھائیوں پر زیادہ نرم اور مشفق ہے"[35]

محبت پاکیزگی ہے اور نفرت گندگی ہے نفرت اور محبت ایک دوسری کے مخالف ہے دونوں ایک جگہ کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتی اسی لیے اہل تصوف پہلے اپنے دل کو نفرت کی گندگی سے پاک کرتے ہیں تاکہ اس میں محبت کی پاکیزگی سما سکیں تصوف تو سراسر محبت کا پیغام دیتا ہے لہذا یہاں نفرت کو جگہ نہیں مل سکتی تصوف کی تعلیم اگرچہ اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان اور اس کی محبت پر مرکوز ہوتی ہے مگر اسی کے ساتھ یہ اس کے بندوں کے ساتھ محبت اخلاق اور حسن سلوک کی تعلیم بھی دیتا ہے اس کائنات اور اس کی ہر چیز کو صوفی اللہ کا پر تو مانتا ہے اس لیے وہ سب کا احترام کرتا ہے ادمی جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی ہر چیز سے محبت کرتا ہے اس کی ہر یادگار اسے پیارے لگتی ہے اسی طرح صوفی اللہ سے محبت کرتا ہے اور دنیا کی ہر چیز میں سے اللہ کے پیدا کردہ دکھائی دیتی ہے تو اسے اپنے محبوب کی نشانی سمجھ کر اسے اختیار کرتا ہے۔

انسانیت کی بھلائی، تصوف کا اہم اصول:

انسان کو اللہ تعالی نے اس دنیا میں محبت کے لیے بھیجا ہے دیگر مخلوقات میں یہ صفت نہیں ہے۔دیگر مخلوقات محبت کی صفت سے عاری ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسانوں کو دیگر مخلوقات پر شرف اور فضیلت دی ہے کیونکہ اس کے اندر محبت کا احساس ہے یہ دنیا بھی محبت کی جگہ ہے اس میں نفرت کی گنجائش نہیں ہے۔حضرت مخدوم شرف الدین یحیی منیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مطلوبات میں لکھا ہے کہ

"دوسری مخلوقات کو محبت سے کوئی لگاؤ نہیں کیونکہ ان کی ہمتیں بلند نہیں ہے فرشتوں کا کام جو سیدھی طریقے سے چل رہا ہے تو اس لیے کہ ان تک محبت کا گزر نہیں ہوا ہے اور یہ اونچ پنچ جو انسان کے ساتھ پیش ایا کرتی ہے اس لیے ہے کہ اس کو محبت سے سروکار ہے"[36]

محبت کا احساس انسان کی ایک خاص صفت ہے یہی وجہ ہے کہ اسے فرشتوں پر برتری حاصل ہے اگر انسان کے دل سے محبت کو نکال دیا جائے تو اس کے باقی رہنے کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا کس کائنات پر لاکھوں برسوں سے اللہ کی مخلوقات موجود تھی مگر انسان کو جب اللہ نے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اس کا سبب کیا تھا حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحیی منیری لکھتے ہیں۔

جب حضرت ادم کی باری ائی تو جہاں میں ایک اہل چل مچ گئی فرشتوں نے فریاد کی یہ کیسا حادثہ ہوا کہ ہماری ہزاروں برس کی تسبیح و تعلیم برباد ہو گئی اور ایک مٹی کے پتلے یعنی ادم کو سرفراز کیا اور ہمارے رہتے ہوئے ان کو چنا ایک اواز ائے گی تم مٹی کو نہ دیکھو اس پاک امانت کو دیکھو اور وہ یہ تھی کہ اللہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور محبت کی اگ ان کے دلوں میں سلگائی گئی ہے۔[37]"

نفرت کا جواب محبت سے:

صوفیائے کرام حقیقت میں وہ لوگ ہیں جن کے قلوب اللہ تعالی کی محبت سے منور ہے۔ اس لیے انہوں نے ہمیشہ نفرت کا جواب محبت سے دیا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مشہور تابعی ہیں ان کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ کسی ادمی نے ان کی غیبت کی جس کی اطلاع اپ کو ملی تو اس کے بعد اپ نے تازہ کھجوروں سے بھرا ہوا ایک برتن بھیجا اور اس کے ساتھ یہ پیغام بھی بھیجا کہ میں اپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جواپ نے میری غیبت کر کے میری نیکیوں میں اضافہ کیا اس احسان کا بدلہ میں نہیں جھکا سکتا البتہ یہ معمولی سا تحفہ اپ قبول کریں یہ سلوک دیکھ کر وہ بہت شرمندہ ہوا اور اس نے اکر حضرت سے معافی مانگی۔[38]

بد اخلاقی کا جواب حسن اخلاق سے:

اسی طرح ایک مشہور واقعہ حضرت مالک بن دینار کا بھی ہے ان کا ایک پڑوسی تھا جو کہ کرائے کے مکان میں رہتا تھا وہ اپنے مکان کی ساری گندگی پرنالے سے بہا دیا کرتا تھا اور وہ گندگی اپ کے گھر میں اتی تھی ایک زمانے تک اپ نے اپنے پڑوسی کو کوئی اطلاع نہیں دی اور وہ گندگی ہر روز صاف کرتا رہا پڑوسی کو پتہ چلا تو اس نے کہا اس سے اپ کو تکلیف نہیں ہوتی اپ نے فرمایا تکلیف تو ہوتی ہے مگر میں نے اس کی صفائی کا انتظام کر رکھا ہے ظاہر ہے اس جواب کے بعد اس کے بعد سوائے شرمندگی کے اور کچھ نہیں بچا۔

۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں۔

"جان لو اپس میں محبت اچھے اخلاق اور اختلاف بد اخلاقی کا نتیجہ ہے اچھے اخلاق باہم محبت الفت اور موافقت کا سبب ہوتے ہیں اور برے اخلاق سے بغض و دعوت حسد اور ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنے جیسی برائیاں پیدا ہوتی ہے جب پیڑ اچھا ہو تو اس کا پھل عمدہ ہوتا ہے"

عظیم صوفی بزرگ اور سماجی انقلاب برپا کرنے والے حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ذخیرۃ الملوک میں لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالی فرماتا ہے۔۔ خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاھلین.. عفو اختیار کرو اور اچھائیوں کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو

جاؤ۔اس ایت کے نزول پر صحابہ کرام سے اس کی تفسیر پوچھی گئی اپ نے فرمایا کہ اس ایت کی تفسیر یہ ہے کہ جو شخص بے رحمی سے تجھ سے تعلق توڑے تو مہربانی سے اس کے ساتھ مل جا اور جو تجھ کو بھلائی سے محروم رکھے تو جہاں تک ہو سکے اس پر ایثار ہی کرتا رہے اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کے ساتھ وفاداری سے برتاؤ کر"[39]

بے اتفاقی (امت کی کمزوری) اور اس کا حل:

آج امت کا شیرازہ بکھر چکا ہے امت مسلمہ کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ بے اتفاقی اور تفرقہ عوام ہے۔جب دل ایک دوسرے سے الگ الگ ہو جائے گروہ بندی بڑھ جائے اور معمولی اختلافات دشمنی میں بدل جائے تو پوری امت مسلم کمزور ہو جاتی ہے۔اسلام خاص طور پر تصوف اس مسئلے کا بہت اہم حل پیش کرتا ہے جو اتحاد امت اور دلوں کی اصلاح پر مبنی ہے۔قران مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا[40]. ترجمہ اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اللہ تعالی کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔[41]

صوفیائے کرام کے اقوال:

امام غزاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

تفرقہ تکبر کا نتیجہ ہے اور اتحاد عاجزی کا پھل ہے۔[42]

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

اللہ کا راستہ دلوں کو جوڑنے میں ہے توڑنے میں نہیں۔[43]

امت مسلمہ کی کمزوری کا اصل سبب تفرقہ اور آپس میں بھی اتفاقی ہے جبکہ اس کا حل اخلاص محبت اور بھائی چارہ میں پوشیدہ ہے۔جب دل جڑ جاتے ہیں تو امت مضبوط ہو جاتی ہے اور جب دل آپس میں ٹوٹ جاتے ہیں تو طاقت بکھر جاتی ہیں اور امت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

جھوٹ تباہی کا راستہ اور تصوف میں اس کا حل:

جھوٹ ایک لعنت اور ایک ایسی اخلاقی برائی ہے جو معاشرے اور افراد دونوں کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے .اعتماد کو ختم کر دیتی ہے اور رشتوں کو کمزور کرتی ہے۔اور انسان کو معاصی کی دلدل میں دھکیل دیتی ہے۔لیکن تصوف اس مہلک بیماری کا علاج سچائی اخلاص اور دل کی پاکیزگی کے ذریعے پیش کرتا ہے۔قران کریم میں ارشاد ہے اس کا ترجمہ ہے: بے شک اللہ تعالی جھوٹے کو ہدایت نہیں دیتا۔[44]

دوسری جگہ ارشاد ہے جس کا ترجمہ ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔[45]

حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔[46]

تصوف میں جھوٹ کا علاج:

تصوف دل کو سچائی اخلاص اور اللہ کی یاد سے منور کرتا ہے صوفیائے کرام نے جھوٹ کے خاتمے کے لیے لیے درجہ ذیل اصول مقرر کیے ہیں۔

صدق یعنی ہر حال میں سچ بولنا

اخلاص یعنی نیت کو خالص کرنا

اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرنا یعنی اعمال کا جائزہ لینا

اللہ تعالی کے ذکر کو عام کرنا کیونکہ اس سے دل زندہ ہوتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

تصوف کی حقیقت اللہ کے ساتھ سچائی ہے۔[47]

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کا قول ہے۔

جو دل کو تاریک اور سچائی اسے منور کرتی ہے۔[48]

صوفیائے کرام اور خدمت خلق:

انسانیت کی خدمت کرنا بہت بڑی عبادت ہے یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں لوگ ایک دوسرے کی خدمت کے لیے اگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اس کے لیے موجودہ دور میں مختلف این جیوز کام کر رہی ہے لیکن اج سے سینکڑوں سال پہلے یہی طریقہ حضرات صوفیائے کرام کا بھی تھا جنہوں نے خانقاہوں کے ذریعے لوگوں کی خدمت کی ایسی خانقاہیں ان سبھی ممالک میں موجود تھی جہاں صوفیاء تھے ان کے نظریات و خیالات تھے اور تصوف کے سلاسل موجود تھے دہلی کی سب سے مشہور خانقاہ حضرت نظام الدین اولیاء کی خانقاہ تھی جس کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں بہت تفصیل سے ملتا ہے اس خانقاہ کی طرف سے روزانہ ہزاروں افراد کے لیے کھانے پینے کا انتظام کیا جاتا تھا جو غریب و نادار نہیں آ سکتے تھے ان کے گھر کھانا بھیج دیا جاتا تھا کئی غریب خاندانوں کے لیے ماہانہ وظیفے مقرر تھے جو پابندی کے ساتھ ہر مہینے انہیں بھیج دیے جاتے تھے علماء حفاظ اور فقراء و مساکین کی مدد کے لیے ہمیشہ دروازہ کھلا رہتا علم حاصل کرنے والے طلباء کے اخراجات خانقاہ سے ہی پورے کیے جاتے تھے جو غریب خاندان دہلی سے دور جنوبی ہند میں تھے ان کی مدد کے لیے بھی یہاں پیسے بھیج دیے جاتے تھے۔[49] شادی بیاہ کے موقع پر لوگ بلا تفریق دین و مذہب خانقاہوں کی طرف مدد کے لیے دیکھتے تھے. اور صوفیاء تمام لوگوں کی بحیثیت انسانیت خدمت خلق کیا کرتے تھے۔

خلاصہ اور سفارشات:

تصوف کے راہنما اصول شریعت اسلامیہ کے اصولوں سے کچھ مختلف نہیں ہیں لیکن بہر حال ان کو خاص طور پر تصوف کے ضمن میں صوفیاء کرام زیادہ استعمال کرتے ہیں اس لئے یہ تصوف کے اصول شمار ہوتے ہیں۔

درج بالا صفحات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر صحیح معنوں میں ان اصولوں پر عمل پیرا ہوا جائے تو ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے بیشتر مسائل ان اصولوں کو اپنانے کی وجہ سے آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے ان اصولوں کو موجودہ معاشرے میں صحیح

طریقے سے اپنایا جائے اور انفرادی و اجتماعی طور پر اس حوالے سے اقدامات اٹھائے جائیں تو بہت سے معاشرتی مسائل کا حل نکل سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] اسماعیل بن حماد جوہری، الصحاح، ج، 1 طبع: الغۃ وصحاح العربیہ دار العلم للملایین بیروت 1987 ص: 423

[2] ابن منظور، محمد بن مکرم لسان العرب 1990ء تحت مادہ صفاء، ص: 462

[3] مولانا عزیز الرحمان حقانی، حقیقت تصوف و سلوک، طبع: برکی اسلامی کتب خانہ ڈیرہ اسماعیل خان، ص: 96

[4] ابو قاسم عبد الکریم بن، رسالہ قشیریہ ہوازن ترجمہ، طبع: عبد النصیر علوی مکتبہ رحمانیہ ص: 416

[5] پروفیسر یوسف سلیم چشتی، تاریخ تصوف، طبع: دار الکتاب اردو بازار لاہور، ص: 99

[6] فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزا بن عبداللہ الفوز، حقیقۃ التصوف و موقف الصوفیۃ من اصول العبادۃ والدین، ، طبع: الطبعۃ الاولی شوال 1412ھ المملکۃ العربیہ السعودیہ الریاض، ص 12-14

[7] محمودی تہران، نفحات الانس مرتبہ توحیدی پور طبع، کتاب فروش

[8] حضرت شاہ گل حسن قلندر، تعلیم غوثیہ المعروف بہ مرآۃ الوحدۃ، ، طبع، نفیس اکیڈمی کراچی 1967 ص: 32

[9] میاں طفیل احمد، مجدد الف ثانی، طبع، مکتوب، 30 دفتر اول، مکتوبات (بحوالہ کشف المحجوب)

[10] عبد الکریم، الرسالۃ القشیریہ فی علم التصوف قشیری، طبع، مصر دار التالیف 1264ھ ص: 7

[11] مولانا مودودی، تصوف اور تعمیر سیرت، کی تحریروں کی روشنی میں، طبع، لاہور اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ ص: 27

[12] التعرف لمذہب اہل التصوف، ص: 24، عوارف المعارف، ص: 331 مجمع الفتاوی، ج 10، ص: 36

[13] مولانا نظام الدین، سلوک کامل، ص: 34

[14] الحجرات: 10

[15] النساء: 128

[16] ابو داوود، کتاب الادب ص 280، مطبوعہ دار السلام ریاض

[17] الرسالہ القشیریہ، عبد الکریم القشیری، ج 1 ص 56 دار الکتب العلمیہ البیروت

[18] کشف المحجوب، علی الہجویری، ص 87، مکتبہ رحمانیہ لاہور

[19] احیاء العلوم، امام غزالی، ج 3 ص 150 دار المعرفہ بیروت

[20] عبد الکریم القشیری، ص 85، ج 1،

[21] تذکرۃ الاولیاء، فرید الدین عطار ج 1، ص 122، دار صادر بیروت

[22] الفلق: 5

[23] ابو داؤد، کتاب الادب ج 4، ص 276، دار السلام ریاض

[24] احیاء العلوم، امام غزالی، ج 3 ص 165، دار المعرفہ بیروت

25 الرسالہ القشیریہ ج1ص60

26 کشف المحجوب، علی ہجویری ص98 مکتبہ رحمانیہ لاہور

27 آل عمران: 185

28 سورۃ الاعلیٰ: 16،17

29 احیاء العلوم، ص205ج3

30 الرسالہ القشیری، ج1ص72

31 کشف المحجوب، علی ہجویری ص114، مکتبہ رحمانیہ لاہور

32 راحت القلوب ملفوظات فرید الدین گنج شکر مجلس نمبر 5

33 نفحات الانس ص257

34 دلیل العارفین مجلس۔۔۔9

35 دلیل العارفین مجلس۔۔۔۔9ص157

36 مکتوبات صدی ص46

37 ایضاً

38 سچی حکایات پنجم بحوالہ تذکرہ اولیاء ص123

39 نفحات الانس ص342

40 آل عمران: 130

41 سنن الترمذی، کتاب الفتن، ص416ج6 دار السلام ریاض

42 احیاء العلوم، امام غزالی ص180، ج3

43 ص75، ج1 الرسالہ القشیریہ،

44 الزمر: 3

45 التوبہ: 119

46 صحیح مسلم، کتاب الایمان ج1، ص78

47 الرسالہ القشیریہ، ص80ج1

48 کشف المحجوب ص120، مکتبہ رحمانیہ لاہور

49 سیرت خواجہ نظام الدین اولیاء، محمد حسیب القادری، ص105تا108 اکبر بک سیلر لاہور

References

1. Ismail bin Hammad Johri, Al-Sahah, Vol. 1, Published by Al-Ghawat Wa Sahaa Al-Arabiya Dar Al-Ilm Lal-Malaa'een Beirut 1987, p. 423
2. Ibn Manzoor, Muhammad bin Makram, Lisaan Al-Arab 1990, under the title of Safaa, p. 462
3. Maulana Aziz-ur-Rehman Haqqani, The Truth of Sufism and Behaviour, Published by Barki

Islamic Library Dera Ismail Khan, p. 96
4. Abu Qasim Abdul Karim bin, Risala Qushayriya Hawazin, Translated by Abdul Nussir Alawi Maktaba Rahamaina, p. 416
5. Professor Yusuf Salim Chishti, History of Sufism, Published by Dar Al-Kitab Urdu Bazaar Lahore, p. 99
6. The virtue of Sheikh Salih bin Fawza bin Abdullah Al-Fawz, The Truth of Sufism and the Position of Sufism from the Principles of Worship of Parents, Published by Al-Tab'at-ul-Awwal 1412 AH, Kingdom of Saudi Arabia, Riyadh, p. 12-14
7. Mahmudi Tehran, Nafhat Al-Ans Barat Tawheedipur Printed, Bookseller
8. Hazrat Shah Gul Hassan Qalandar, Taalim Ghousiya, known as Murat al-Wahda, printed, Nafees Academy Karachi 1967, p. 32
9. Mian Tufail Ahmad, Mujaddid Alf Thani, printed, letter, 30, first edition, letters (with reference to Kashf al-Mahjoob)
10. Abdul Karim, Al-Risalat al-Qushayriya fi 'Ilm al-Tasuf al-Qushayri, printed, Egypt Dar al-Taleef 1264 AH, p. 7
11. Maulana Maududi, Tasuf and the Construction of the Seerah, in the Light of the Writings of, printed, Lahore Islamic Publications Limited, p. 27
12. Ta'arif lam-madhhab ahle-Tasuf, p. 24, Awarif al-Ma'arif, p. 331 Majma' al-Fatawa, vol. 10, p. 36
13. Maulana Nizamuddin, Siluk Kamil, p. 34
14. Al-Hujurat: 10
15. Al-Nisa: 128
16. Abu Dawood, Kitab al-Adab, p. 280, Dar al-Salam Publications Riyadh
17. Al-Risala Al-Qushayriyyah, Abdul Karim Al-Qushayri, Vol. 1, p. 56 Darul Kitab Al-Ilmiyah Al-Beirut
18. Kashf Al-Mahjoob, Ali Al-Hajweeri, p. 87, Maktaba Rahmaniyyah, Lahore
19. Ihya'ul-Uloom, Imam Ghazali, Vol. 3, p. 150 Darul-Marfa Beirut
20. Abdul Karim Al-Qushayri, p. 85, Vol. 1,
21. Tazkirat Al-Awliya, Fariduddin Attar, Vol. 1, p. 122, Darul-Sadr Beirut
22. Al-Falaq: 5
23. Abu Dawood, Kitab Al-Adabj 4, p. 276, Darul-Salam Riyadh
24. Ihya'ul-Uloom, Imam Ghazali, Vol. 3, p. 165, Darul-Marfa Beirut
25. Al-Risala Al-Qushayriyyah, Vol. 1, p. 60
26. Kashf Al-Mahjoob, Ali Al-Hajweeri, p. 98 Maktaba Rahmaniyyah, Lahore
27. Al-Imran: 185
28. Surah Al-A'la: 16, 17
29. Ihya'ul-Uloom, p. 205, Vol. 3
30. Al-Risala Al-Qushayri, Vol. 1, p. 72
31. Kashf Al-Mahjoob, Ali Hajwiri, 114, Maktaba Rehmaniya Lahore
32. Rahat Al-Quloob, Malfuzat Fariduddin Ganj Shakar, Majlis No. 5
33. Nafhat Al-Ans, p. 257
34. Dalil-ul-Arifeen Majlis...9
35. Dalil-ul-Arifeen Majlis...9, p. 157
36. Maktubaat Al-Siddi, p. 46
37. Also
38. Sachi Hikayat V, with reference to the mention of the saints, p. 123
39. Nafhat Al-Ans, p. 342
40. Aal-Imran: 130
41. Sunan Al-Tirmidhi, Kitab Al-Fitn, p. 416, Vol. 6, Dar-ul-Salam, Riyadh
42. Ihya-ul-Uloom, Imam Ghazali, p. 180, Vol. 3

43. P. 75, Vol. 1, Al-Risala Al-Qushayriya,
44. Al-Zumar: 3
45. At-Tawbah: 119
46. Sahih Muslim, Kitab Al-Iman, vol. 1, p. 78
47. Al-Risala Al-Qushayriya, p. 80, Vol. 1
48. Kashf Al-Mahjoob, p. 120, Maktaba Rehmaniya Lahore
49. Seerat Khwaja Nizamuddin Auliya, Muhammad Haseeb Al-Qadri, p. 105 to 108 Akbar Book Seller Lahore